جناب عبدالرشید عراقی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

علامہ احسان الٰہی ظہیر رح

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کا نام اُس وقت دیکھنے میں آیا۔ جب آپ الاعتصام کے مدیر اعلیٰ تھے۔ اور اُس وقت جب اُن کے علمی، تحقیقی ادارے الاعتصام میں پڑھے تو ان کو دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جون کا مہینہ تھا کہ ہماری مسجد اہل حدیث گکے زئیاں سوہدرہ میں اعلان ہوا، کہ آج بعد نماز عشاء جامع مسجد اہل حدیث میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک جلسہ عام ہوگا جس میں مولانا حافظ احسان الٰہی ظہیر خطاب فرمائیں گے۔ مغرب کے وقت جب مسجد میں جانا ہوا تو ایک نوجوان کو سفید پاجامہ اور قمیص میں دیکھا۔ ہاتھ میں ایک کتاب تھی! معلوم ہوا کہ یہ مولانا حافظ احسان الٰہی صاحب ظہیر ہیں۔ معلوم ہوا کہ محترم حکیم عنایت اللہ صاحب نسیم صاحب کی دعوت پر تشریف لائے ہیں عشاء کی نماز کے بعد آپ نے ایک گھنٹہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر خطاب فرمایا، اور خطاب کے بعد آپ واپس لاہور تشریف لے گئے۔ اس وقت صرف علامہ صاحب کو دیکھا۔ تعارف نہیں ہوا۔ بعد میں جب کبھی لاہور جانے کا اتفاق ہوا، ایک دو بار انارکلی بازار میں دیکھا مگر تعارف کی نوبت نہ آئی۔

ایک دن مولوی نذیر احمد صاحب سبحانی کی دوکان واقع اردو بازار لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ تو وہاں علامہ شہید تشریف فرما تھے۔ سبحانی صاحب نے تعارف کرایا۔ تو فرمایا جانتا ہوں۔ بہت اچھے مضامین لکھتے ہیں۔ خاص کر تذکرہ علمائے اہل حدیث کا جو سلسلہ انھوں نے شروع کیا ہوا ہے، اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جب ترجمان الحدیث جاری کیا تو میرے نام اعزازی جاری کیا جو ان کی شہادت (آخری پرچہ) تک جاری رہا۔ علامہ شہید نے کئی ایک خط ترجمان الحدیث میں مضامین کے لیے میرے نام آئے۔ اور میں وقتاً فوقتاً ترجمان الحدیث کے لیے مضامین بھیجتا رہا۔ افسوس ہے

کہ وہ خطوط میرے پاس محفوظ نہیں رہ سکے۔ ایک دفعہ میں نے مولانا حمید الدین فراہی مرحوم و مغفور پر ایک مضمون ترجمان الحدیث کے لیے بھیجا۔ مگر وہ مضمون ترجمان الحدیث میں شائع نہ ہو سکا۔ اتفاق سے جماعت اہل حدیث سوہدرہ نے ایک تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا جس میں مولانا عطاء الرحمٰن صاحب بن مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولوی نذیر احمد سبحانی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے خطاب فرمانا تھا۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مولوی نذیر سبحانی نماز مغرب کے وقت سوہدرہ تشریف لائے۔ مولانا عطاء الرحمٰن صاحب پہلے تشریف لا چکے تھے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے محترم حکیم عنایت اللہ نسیم صاحب کی بیٹھک میں قیام کیا اور مجھے یاد کیا۔ میں حاضر ہوا تو بڑے تپاک اور خلوص سے ملے۔ میں نے مولانا حمید الدین فراہی پر مضمون ترجمان الحدیث میں نہ چھپنے کی شکایت کی۔ تو فرمایا!

"عراقی صاحب۔ میں نے مضمون اپنے ساتھ لانا تھا لیکن یاد نہیں رہا۔ میں یہ مضمون ترجمان الحدیث میں شائع نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ مولانا فراہی مرحوم کا حدیث کے بارے میں جو نظریہ ہے۔ وہ سلف صالحین کے مسلک سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اور حدیث کے بارے میں مَیں کسی قسم کی مداہنت کا قائل نہیں ہوں۔ اس لیے جس شخص کے افکار و نظریات کی سلف صالحین کے افکار و نظریات سے مطابقت نہ ہو۔ ان کے لیے ترجمان الحدیث کے صفحات میں جگہ نہیں ہے۔ اس لیے میں آپ کو مضمون لاہور جا کر واپس بھیج دوں گا۔ آپ یہ مضمون مولانا عبد الرحیم اشرف صاحب فیصل آباد کو بھجوا دیں۔ وہ المنبر میں شائع کر دیں گے۔[1]

(۲)

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید سے جب بھی ملاقات ہوتی اور گفتگو کا موقع ملتا تو معلوم ہوتا کہ آپ کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق ہے۔ کوئی بھی ایسی بات جس میں حدیث کے بارے میں کسی قسم کی تخفیف کی راہ نکلتی ہو، اُس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور اس سے ان کی طبیعت مکدّر ہو جاتی تھی۔ محدثین کرام کی علمی خدمات پر اُن کو خراج تحسین پیش کرتے تھے۔ ماضی کا بحن

[1] چنانچہ علامہ شہید نے مضمون مجھے واپس بھجوا دیا۔ اور میں نے مولانا عبد الرحیم اشرف صاحب کو بھجوا دیا۔ اور مضمون ہفت روزہ المنبر فیصل آباد میں شائع ہو گیا (عراقی)

کانفرنس میں آپ نے ایک تقریر محدثین کرام کی علمی خدمات پر کی۔ جو راقم نے سُنی۔ آپ نے جس دلنشیں انداز میں محدثین کرام کی خدمات پر تبصرہ فرمایا اس سے آپ کے علمی تبحر کا اندازہ ہوتا تھا۔

علامہ شہید مصلحین امت میں امام احمد بن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام ابن القیمؒ، امام محمد بن عبدالوہابؒ، سید احمد شہید رائے بریلوی، اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ ان حضرات نے اسلام کی تعلیمات کو صحیح رنگ میں پیش کیا ہے۔ اس لیے ان کی تصنیفات کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر عربی ادب پر ماہرانہ اور ناقدانہ نظر رکھتے تھے۔ نئی مطبوعات اُن کی نظر سے گزرتی رہتی تھیں۔ جب اسلامی ممالک کے سفر سے واپس آئے۔ تو کتابوں کی کافی تعداد اپنے ساتھ لائے۔ علامہ شہید جدید ادبی رجحانات سے کما حقہ واقف تھے۔ علامہ سید رشید رضا مرحوم اور امیر شکیب ارسلان مرحوم کے طرز تحریر کو بہت پسند کرتے تھے۔ عباس محمود، طٰہٰ حسین، اور ڈاکٹر احمد الدین جو عربی ادب کے ماہر ادیب ہیں ان کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے: کہ "ان کی تحریروں میں بے راہ روی پائی جاتی ہے۔ اور ان کی تحریریں آزاد خیالی کی دعوت دیتی ہیں۔ ماسوائے اس کے ان کی تحریروں اور کتابوں میں زبان کا چٹخارہ پایا جاتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

(۳)

علامہ احسان الٰہی ظہیر قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل و دماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ روشن فکر، دردمند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا۔ ذہن و ذکاوت کے ساتھ قوت حافظہ بھی بہت قوی تھا۔ ٹھوس اور تحقیقی معاملہ ان کا سرمایہ حیات تھا۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی گہری نظر تھی۔ تاریخ پر ان کی نظر بہت وسیع تھی۔ اور اس کی گواہی ان کی تصانیف سے ملتی ہے۔ آپ نے عربی زبان میں اسلامی فرقوں پر لکھی ہیں۔ آپ کی تصانیف ہیں۔ القادیانیہ ——— الشیعہ والسنہ، الشیعہ اہل بیت، الشیعہ والقرآن، البابیہ، ——— اسمٰعیلیہ۔ ان ——— آپ نے ان فرقوں کی تاریخ، ان کے عقائد و نظریات پر بحث کی ہے۔

علامہ شہید کی لغت و قواعد پر گہری نظر تھی۔ اس کی باریکیوں کے مبصر تھے۔ الفاظ کی تحقیق میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عربی ادب کے بلند انشاء پرداز تھے، تحریر میں برجستگی اور سلاست ہوتی تھی۔ استعارات اور نادر تشبیہیں ان کی تحریر کی خصوصیت تھی۔ محاورات اور امثال کا بھی استعمال کرتے تھے۔

اور یہ سب خصوصیات آپ کی تصنیفات میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

(۴)

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید جہاں ایک متبحر عالم تھے۔ وہاں آپ ایک بہت بڑے سیاست دان بھی تھے، آپ ملکی سیاسیات سے نہ صرف باخبر تھے بلکہ اس میں اپنی ناقدانہ رائے بھی رکھتے تھے سیاسی اور غیر سیاسی تحریکات کے پس منظر سے بخوبی واقف تھے۔ دینی غیرت وحمیت میں علامہ شہید ایک زندہ مثال تھے۔ حق کے معاملہ میں کسی قسم کی معمولی مداہنت کو بھی وہ جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حق گوئی اور بیباکی ان کی امتیازی صفت تھی۔ دوہری بات کرنے کے عادی نہ تھے۔ ہمیشہ کھری اور دو ٹوک بات کہتے۔ جس بات کو حق سمجھتے اس کو پوری قوت اور زور کے ساتھ پیش کرتے۔ اور اسی شدت کے ساتھ اس پر قائم رہتے۔ اور جس بات کو غلط سمجھتے برملا اس کو غلط کہتے۔ اور اس معاملہ میں کسی عزیز اور دوست کی رعایت نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب کو مداہنت فی الدین سے پاک بنایا تھا۔ یہ سب ان کی سیرت وکردار کی خصوصیت تھی۔ بڑے مردم شناس تھے، پہلی نظر میں افراد کو بھانپ لیتے تھے۔ کریمانہ اخلاق اور عمدہ صفات کے حامل تھے۔ ان کے اتنے کھرے اور صاف گو ہونے کے باوجود احباب اور عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ اور یہ سب ان کے وسعت اخلاق کی دلیل تھی۔ آج ان کے غم میں کروڑوں دل زخمی اور بہت سی آنکھیں پرنم ہیں۔

(۵)

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کو اپنے شفیق اُستاد حضرت مولانا حافظ محمد صاحب محدث گوندلوی مرحوم، شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل السلفی مرحوم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم سے بہت محبت اور عقیدت تھی۔ جب کبھی ان بزرگ علمائے کرام کا ذکر چھڑ جاتا تو والہانہ انداز میں ان کی خوبیاں بیان کرتے۔

حضرت مولانا حافظ محمد صاحب محدث گوندلوی مرحوم کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ "ان جیسا ٹھوس عالم اس وقت مغرب ومشرق میں کوئی نہیں۔ مجھے ان سے بڑی عقیدت ہے۔ میرے نزدیک اس دنیا میں سب سے بڑی نعمت یہی ہے کہ وہ میرے شفیق اُستاد ہیں"[۱]

[۱] حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی کی وفات پر جنازہ کے وقت علامہ مرحوم نے جس انداز میں حضرت حافظ صاحب مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ علامہ شہید کے دل میں حضرت مرحوم کے کتنی قدر اور عظمت ہے، اور ان سے کس درجہ عقیدت ہے۔ (عراقی)

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل السلفی مرحوم سے انھیں عقیدت کے علاوہ محبت بھی تھی۔ ان کی سیرت وکردار کے بہت مداح تھے۔ ایک ملاقات میں (مولوی نذیر احمد صاحب سبحانی کی دوکان پر) مولانا محمد اسمٰعیل السلفی مرحوم کی کتاب "تحریک آزادی فکر اور حضرت شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی" پر گفتگو ہوئی تو فرمایا!

میں نے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل السلفی مرحوم جیسا شریف النفس اور نیک انسان نہیں دیکھا۔۔۔ تحریک آزادی فکر میں آپ نے جو ٹھوس، جامع اور علمی مواد فراہم کیا ہے اس سے مولانا مرحوم کے علمی تبحر کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور میرے خیال میں اس کتاب کے مضامین پر وہی شخص اعتراض یا تنقید کرسکتا ہے جو علم سے بے بہرہ ہو، اور اس کے دل میں تعصب بھرا ہو۔ کوئی اہل علم اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کرسکتا۔

حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مرحوم کے علم وفضل اور تحقیق وتدقیق کے بہت مداح تھے۔ اتفاق سے ایک دن مولوی نذیر احمد سبحانی کی دوکان پر مل گئے۔ میں حیات ابن تیمیہؒ از ابو زہرہ مصری جس کا ترجمہ سید رئیس احمد جعفری مرحوم نے کیا تھا، اور اس کا مقدمہ مولانا غلام رسول مہر مرحوم نے لکھا۔ اور حواشی وتعلیقات مولانا عطاء اللہ مرحوم نے لکھے۔ میں نے یہ کتاب سبحانی صاحب سے خریدی! تو فرمانے لگے!

عراقی صاحب! مولانا عطاء اللہ حنیف ہماری جماعت کے بہت بڑے محقق عالم ہیں بڑے سادہ اور درویش ملنسار انسان ہیں۔ آپ نے اس کتاب ابن تیمیہ، اور اس کے علاوہ امام احمد بن حنبل، اور امام ابو حنیفہؒ میں جو علمی وتحقیقی حواشی کا اضافہ کیا ہے! اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس شخص کی نظر کتنی وسیع ہے، اور اتنی بڑی کتابیں اس کے مطالعہ میں آئی ہیں۔ میں نے جماعت اہل حدیث کیا دیوبندی، بریلوی اور شیعہ علما میں ایسا عالم نہیں دیکھا کہ جس نے کسی اس طرز پر مضمون رقم کیا ہو جس طرح مولانا عطاء اللہ صاحب کہتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بغیر حوالہ کے کوئی تحریر پیش نہیں کرتے۔ اور یہ ان کی بہت بڑی خوبی ہے۔ حدیث پر بھی ان کی نظر وسیع ہے، اور اس کی دلیل سنن نسائی کی شرح ہے، جو آپ نے اپنے اشاعتی ادارہ المکتبۃ السلفیہ سے شائع کی ہے۔

میں نے دوران گفتگو عرض کیا کہ مولانا عطاء اللہ صاحب کتابوں کے بہت شوقین ہیں۔ کتابوں

پر اپنی طاقت سے زیادہ روپے خرچ کرتے ہیں، اور نایاب کتابیں زیادہ جمع کرتے ہیں تو علامہ شہید فرمانے لگے۔"

عراقی صاحب! وہی شخص کتابیں جمع کر سکتا ہے، جس کو کتابوں کا عشق ہو، اور مطالعہ کا شوق ہو۔ مولانا عطاء اللہ صاحب مطالعہ کے شوقین ہیں۔ ان کا سب سے بڑا مشغلہ مسائل کی تحقیق و تدقیق ہے، اور جس کو مسائل کی تحقیق و تدقیق کی دُھن ہو، تو وہ کتابیں نہیں جمع کرے گا اور کیا کرے گا۔ اس کے بعد کہنے لگے۔ مولانا عطاء اللہ صاحب کا کتابوں سے متعلق اتنا حافظہ ہے کہ کسی کتاب کے بارے میں ان سے دریافت کیا جائے، تو فوراً بتائیں گے کہ فلاں سن میں فلاں مطبع سے فلاں شہر سے شائع ہوئی۔ اور دوسری بار فلاں سن، فلاں مطبع اور فلاں شہر سے شائع ہوئی۔ اگر دوسری طباعت میں کتاب میں کسی قسم کی کمی بیشی ہوتی ہو تو اُس کی بھی نشاندہی کریں گے۔ اس کے بعد علامہ شہید فرمانے لگے کہ مولانا عطاء اللہ صاحب امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن القیمؒ کی تصنیفات کے بہت دلدادہ ہیں۔ انھیں امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن القیمؒ سے جو عقیدت ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔

اس کے بعد میں نے علامہ شہید سے ذکر کیا، کہ شورش کاشمیری صاحب مولانا ابوالکلام آزاد پر ایک کتاب شائع کر رہے ہیں جس کا نام انھوں نے "ہندوستان میں ابن تیمیہؒ" رکھا ہے تو علامہ صاحب فرمانے لگے!

عراقی صاحب! مولانا عطاء اللہ صاحب کی امام ابن تیمیہؒ سے جو عقیدت ہے۔ اس کا بھی سُن لو! میں نے دو تین دن ہوئے۔ ان سے ذکر کیا کہ شورش کاشمیری نے کتاب کا نام "ہندوستان میں ابن تیمیہؒ" رکھا ہے، تو مولانا عطاء اللہ فرمانے لگے!

مولانا ابوالکلام آزاد کا جو مقام ہے، اس سے آپ بخوبی واقف ہیں، مَیں بھی ابوالکلامی ہوں! لیکن شورش کاشمیری کے اس نام سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ ابن تیمیہؒ تو بہت بڑے امام اور مصلح ہیں۔ اور ابوالکلام جیسا عالم بھی اس برصغیر میں نہیں پیدا ہوا۔

(۶)

علامہ احسان الٰہی کی علمی صلاحیتوں اور کارناموں کا جائزہ لینا میرا منصب نہیں ہے۔ یہ کام کسی ریسرچ سٹوڈنٹ کا ہے، لیکن ان کی ملاقاتوں سے بعض باتیں خود بخود ذہن میں منقش ہو جاتی ہیں۔ مثلاً عربی ادب و انشا تاریخ اور اسلام کا تقابلی مطالعہ ان کا خاص موضوع تھا۔ اور ان تینوں میں ان کا مطالعہ بہت ٹھوس، تنقیدی اور منفرد تھا۔ علامہ شہید کی گفتگو جہاں ان کے تبحر علمی، وسعت معلومات اور ناقدانہ تبصرہ کی آئینہ دار ہوتی تھی، وہاں ان کی سیرت و کردار کی جھلک بھی نمایاں ہوتی تھی۔ اور مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی باک نہیں، کہ ان کی زندگی راست راہ کے سو او رتضاد سے یکسر خالی تھی۔ ~~

بنا کردند خوش رسمے بخاک خون غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

قائد کی یاد میں

از: خالد محمود ظہیر کراٹے چیمپئن پاکستان

رائیگاں جاتی نہیں قربانیاں انسان کی
فارمولا قوم کو بتلا گیا علامہ ظہیرؒ
درِ باطل پہ سر جھکانا اسم ظہیر کی توہین تھی
ہر اہل حدیث کو جینا سکھلا گیا علامہ ظہیرؒ